سیّدنا صدیق اکبرؓ پر مستشرقین کے اعتراضات کا ناقدانہ جائزہ

رضوانہ اعجاز

نبی کریم ﷺ کو اللہ جل شانہٗ نے ''داعیاً الی اللہ'' بنا کر مبعوث فرمایا اور تلاوت آیات، تزکیہ نفوس اور تعلیم کتاب وحکمت کی ذمہ داری سونپی، آپ ﷺ کے ذریعے رشد وہدایت کا ابدی پیغام نسل انسانی تک پہنچا۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے تیئس سالہ دور نبوت میں شب وروز کی محنت شاقہ اور تربیت کاملہ کے ذریعے ایک ایسی جماعت تیار کردی جو ایمان اور زہد وتقویٰ کے انتہائی بلند مقام پر فائز تھی اور جن کے ایمان کو اللہ جل شانہٗ نے کسوٹی اور معیار قرار دیا۔(۱)

صحابہ کرامؓ کے نام سے موسوم اس جماعت کو اللہ جل شانہٗ نے خیر امت کے لقب سے سرفراز کیا اور ان کے داعیانہ کردار کو قرآن حکیم میں اس طرح بیان کیا:

﴿کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر﴾ (۲)

صحابہ کرامؓ کی اس بلند پایہ جماعت کے سرخیل کا منصب جناب سیدنا صدیق اکبرؓ کو حاصل ہوا جو یقیناً داعی اعظم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اوّل وبرحق تھے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ دامے، درمے، قدمے سخنے اسلام کا سہارا بنے اور ان کی ذاتِ اقدس کی بدولت اسلام کو تقویت ملی۔

دین اسلام کی اشاعت اور غلبے کے نتیجے میں اس کرہ ارض کا ایک بہت بڑا حصہ مسلمانوں کے زیر نگیں رہا۔ امت مسلمہ ہزار سالہ شاندار غلبے کے بعد جب بہت سی ظاہری وباطنی کوتاہیوں کے باعث مغلوب ہوگئی تو اس کی تاریخ، مذہب، ثقافت، مقدس شخصیات، غرض ہر ہر شے پر مخالفین و معاندین نے تابڑ توڑ حملوں کا آغاز کیا تاکہ امت مسلمہ کو ایک مسخ شدہ امت کے طور پر نمایاں کیا

جا سکے۔ چنانچہ امت مسلمہ کی روشن تاریخ کو مسخ کرنے کیلئے علمی، فکری، ثقافتی اور سیاسی بنیادوں پر مختلف تحریکوں کا آغاز ہوا۔ ان تحریکوں میں ایک ہمہ جہت تحریک، تحریک استشراق کے نام سے جانی جاتی ہے۔

تحریک استشراق کا مقصد خصوصاً ملت اسلامیہ کے مذاہب، زبانوں، تہذیب وتمدن تاریخ، ادب، انسانی قدروں، ملی خصوصیات وسائل حیات اور امکانات کا مطالعہ معروضی تحقیق کے لبادے میں اس غرض سے کرنا ہے کہ ان اقوام کو اپنا ذہنی غلام بنا کر ان پر اپنا مذہب اور تہذیب مسلط کیا جا سکے اور ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر کے وسائل حیات کا استحصال ہو سکے، ان کو مستشرقین کہا جاتا ہے اور جس تحریک سے وہ لوگ منسلک ہیں، تحریک استشراق کہلاتی ہے۔ (۳)

تحریک استشراق ایک ہمہ جہت تحریک تھی اس وقت زیر بحث موضوع جناب سیدنا صدیق اکبرؓ کے بارے میں مستشرقین کے پیدا کئے گئے اعتراضات اور ان کا ردّ ہے۔ ذیل میں ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

جمع قرآن پر مستشرقین کے اعتراضات

مشہور مستشرق نولڈیکے کا کہنا ہے کہ جنگ یمامہ میں صرف دو قراء نے جام شہادت نوش کیا اور باقی شہید ہونے والے سب نو مسلم تھے لہذا یہ کہنا کہ عہد صدیقی میں جمع قرآن کا سبب جنگ، یمامہ میں قراء کی کثیر تعداد کا شہید ہونا تھا غلط ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"But the reason given for the step, namely the death of large number of "Readers" in the battle of Yamama, has also been questioned for in the list of those who fell in that compaign, very for (According to schwally only two) are mentioned who were likely to have had much of the Quran by heart. There killed mortly recent converts". (۴).

صحیح بخاری میں حضرت زید بن ثابت سے پانچ مختلف مقامات پر درج ذیل روایت مروی ہے جو درج بالا اعتراض سے متعلق ہے۔

i. ''امام بخاری کتاب التفسیر میں فرماتے ہیں کہ زید بن ثابت جو کہ ان لوگوں میں سے ہیں جو وحی لکھا کرتے تھے، نے فرمایا جنگ یمامہ کے فوراً بعد حضرت ابو بکرؓ نے مجھے پیغام بھیج کر بلوایا میں ان کے پاس پہنچا تو وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ حضرت ابو بکرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ عمرؓ نے ابھی آ کر مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے حفاظ کی ایک بڑی تعداد شہید ہوگئی ہے۔ اور اگر مختلف مقامات پر قرآن حکیم کے حفاظ اس طرح شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کا ایک بڑا حصہ ضائع نہ ہو جائے۔ لہٰذا میری رائے ہے کہ آپ اپنے حکم سے قرآن حکیم کو جمع کروانے کا کام شروع کریں۔ حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ میں نے عمرؓ سے کہا جو کام رسول اللہ ؐ نے نہیں کیا وہ ہم کیسے کریں عمرؓ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم یہ کام بہتر ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد عمرؓ بار بار مجھ سے یہی کہتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے اس پر شرح صدر ہو گیا اور اب میرے رائے بھی وہی ہے جو عمرؓ کی ہے۔ اس کے بعد ابو بکرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نوجوان اور سمجھدار آدمی ہو ہمیں تمہارے بارے میں کوئی بدگمانی نہیں۔ تم رسول اللہ ؐ کے سامنے کتابت وحی کا کام کرتے رہے ہو لہٰذا تم قرآن کریم کی آیتوں کو تلاش کر کے جمع کرو۔ (۵)

یہ روایت محدثین کے نزدیک صحیح ہے جب ماہرین فن اسماء الرجال اس روایت کے راویوں کی تصدیق کریں تو ایک مستشرق کی بات کیا حیثیت رکھتی ہے؟

ii. علامہ ابن کثیر نے مستند روایت کے ساتھ ۱۹ مہاجرین اور ۳۶ کے قریب انصار حفاظ شہداء یمامہ کے نام نقل کئے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ صرف دو قراء شہید ہوئے تھے اٹکل پچو کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (٦)

مستشرقین کا عہد صدیقیؓ میں جمع قرآن سے انکار

مستشرق جان برٹن (John Burton) کے بقول صدیق اکبرؓ کے دور میں جمع قرآن کا قصہ من گھڑت ہے۔

"Burton contends that collection stories are completely fictitious.

Burton has raised serious doubt about the rale of Zayed in establishing the official text and he has shown that the Science of Hadith & Fiqh inflanced the prolifeation of Koran collection stories"(٧)

جمع قرآن کو بعہد سیدنا صدیق اکبرؓ من گھڑت قصہ قرار دینے کی دلیل، مستشرقین نے اور بعض جدید مسلم مفکرین نے جن میں علامہ تمنا عمادی اور عبدالطیف رحمانی شامل ہیں، اس بات کو بنایا ہے کہ امام بخاری نے جو جمع قرآن بعہد صدیقی کی روایت نقل کی ہے اس کی سند میں عبید بن سباق مجہول راوی ہے۔ نیز یہ ایک ہی ایسی روایت ہے اور اس روایت کی شہادت مزید کسی روایت سے نہیں ملتی۔(٨)

محدثین کی اصطلاح میں مجہول راوی اسے کہا جاتا ہے جس سے روایت کرنے والا صرف ایک راوی ہو اگر دو ہوں تو اسے مجہول نہیں کہا جائے گا۔ (٩) سباق، سہیل بن حنیف، زید بن ثابت، جویریہ بنت الحارث سے روایت کرتے ہیں اور مزید برآں محدثین نے ان کو ثقہ راوی قرار دیا ہے۔(١٠) لہٰذا یہ روایت درست ہے اور قرآن سیدنا صدیق اکبرؓ کے حکم سے ان ہی کے عہد میں جمع کیا گیا۔

بعض مستشرقین نے کہا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے جمع قرآن جیسے اہم کام پر اکابر صحابہ کرامؓ کو نظر انداز کر کے نوجوان لڑکے زید بن ثابت کو لگا دیا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے حضرت زید بن ثابت کو جمع قرآن کے کام کیلئے بلایا تو یہی کہا کہ تم ایک نوجوان آدمی ہو، عقلمند ہو اور تم پر کوئی الزام نہیں اور رسول اللہؐ کے لیے وحی کی کتابت کرتے رہے ہو‘‘(١١) سیدنا صدیق اکبرؓ نے چار صفات گنوائیں۔ نوجوان ہو اور کام کو ہمت اور محنت سے کرلو۔ عقلمند ہو لہٰذا سمجھداری سے کام لیتے ہوئے قرآن کو جمع کرو گے۔ تم پر سب اعتماد بھی کریں گے کہ آج تک تم پر خیانت کا یا اور کوئی دوسرا الزام نہیں لگا اور کتابت وحی کا خوبصورت فریضہ تو تم رسول اللہؐ کے عہد میں سرانجام دے کر ان کا اعتماد حاصل کر چکے ہو۔ کوئی ذی شعور آدمی مندرجہ بالا صفات کے حامل آدمی کے کام پر صرف یہ کہہ کر کہ وہ نوجوان تھے اعتراض نہیں کر سکتا۔

علامہ طاہر کردی اس اعتراض کا جواب یوں دیتے ہیں:

''اور بعض افراد کی طرف سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ ابو بکر وعمر وعثمان اور علی رضوان علیہم نے مصحف (قرآن) کو کیوں جمع نہ کیا حالانکہ ان کے سینوں میں وہ (قرآن) محفوظ تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ابو بکرؓ مسلمانوں کے خلیفہ تھے اور یہ کبار صحابہ تھے جو کہ اہل الرائے اور اصحاب شوریٰ میں تھے۔ غزوات اور اشاعت اسلام کے امور اور امت کے مصالح پر نظر رکھنے میں منہمک ہوتے تھے۔ ان کا ذاتی طور پر قرآن جمع کرنے میں مشغول ہونا مسلمانوں کے معاملات کی نگرانی سے ان کو روکتا تھا۔ کیونکہ جمع قرآن کیلئے ایک طویل مدت کی فراغت اور یکسوئی درکار تھی۔ (۱۲)

مشہور مستشرق ''بروکلمان'' کا موقف ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں قرآن جمع نہیں ہوا بلکہ فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں قرآن کی تدوین ہوئی۔

''علی ان الخلیفة عمر هو الذی أمرزید بن ثابت أن یقوم بجمع القرآن و کتابة الوحی'' (۱۳)

''خلیفہ عمر وہ (خلیفہ) تھے جنہوں نے زید بن ثابت کو حکم دیا کہ قرآن جمع کرو اور وحی لکھو''

مستشرقین نے یہ اعترض جس روایت کی بنیاد پر کھڑا کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

ابن ابی داؤد سے روایت ہے کہ مبارک، حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک دن کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا تو کہا گیا یہ آیت فلاں کے پاس تھی جو یمامہ کے دن قتل ہو گیا تو آپ نے کہا **ان للہ** اور پھر آپ نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا، پس وہ جمع کیا گیا اور آپ پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کو مصحف کی شکل میں جمع کیا'' (۱۴)

لیکن یہ روایت صحیح نہیں ہے علامہ ابن حجرؒ نے اس کو منقطع لکھا ہے۔ (۱۵)

اس طرح علامہ سیوطیؒ نے اس کی اسناد کو منقطع کہا ہے۔ (۱۶)

ii. اگر بالفرض محال اس روایت کو درست مان لیا جائے تو اس جملہ کا مطلب کہ ''آپ پہلے شخص

تھے جنھوں نے قرآن کو مصحف کی شکل میں جمع کیا'' یہ لیا جائے گا کہ حضرت عمرؓ نے سب سے پہلے قرآن مجید کو جمع کرنے کا مشورہ سیدنا صدیق اکبرؓ کو دیا اس لحاظ سے وہ آغاز کرنے والے ہوئے۔

عہد صدیق اکبرؓ کے جہاد اور فتوحات پر متشرقین کے اعتراضات

مختلف بغاوتیں

مسٹر جے ولہاسن اور پروفیسر کیتانی کے بقول سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں جن قبائل نے سر اٹھایا وہ سراسر سیاسی بغاوت تھی مذہب کے ساتھ اس کا کوئی لگاؤ نہ تھا چونکہ اسلام بجبر پھیلا تھا اس لئے حضورؐ کی وفات پر علم بغاوت بلند ہو گیا۔ (۱۷)

سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں اُٹھنے والی شورش تین طرح کی تھی۔

۱۔ سیاسی بغاوت ۲۔ منکرین زکوٰۃ ۳۔ منکرین ختم نبوت

سیاسی بغاوت کے پہلو کو اس طرح غالب کرنا کہ گویا مسئلہ صرف سیاسی اقتدار کا تھا تاریخی بدیہی حقائق سے سہو نظر ہے۔ حالانکہ منکرین زکوٰۃ کی شورش اور اس سے متعلقہ روایات تواتر کی حد تک پہنچتی ہیں مشہور روایت جس میں صحابہ سے صدیق اکبرؓ کا مشورہ اور مکالمہ نقل ہوا ہے درج ذیل ہے:

''حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا واللہ اگر منکرین زکوٰۃ مجھے ایک رسی دینے سے بھی انکار کریں گے جسے وہ رسول اللہؐ کے زمانے میں ادا کیا کرتے تھے تو بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ جن کی رائے اس موقع پر منکرین زکوٰۃ سے جنگ نہ کرنے کی تھی۔ نے کہا ہم ان لوگوں سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں جب رسول اللہؐ نے صاف فرما دیا ہے کہ مجھے اس وقت تک لوگوں سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک وہ زبان سے لا الہٰ نہ کہہ دیں۔ جو شخص زبان سے یہ کلمہ ادا کر دے اس کے جان و مال کی حفاظت مسلمانوں کے ذمے ہوگی۔ البتہ جو حقوق اس پر واجب ہوں گے ان کی ادائیگی کا مطالبہ اس سے ضرور کیا جائے گا۔ ہاں اس کی نیت کا حساب اللہ اس سے خود لے گا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ نے فرمایا۔ واللہ میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ میں فرق کرنے والوں سے ضرور لڑوں گا'' (۱۸)

یہ مستند اور صحیح روایت ثابت کرتی ہے کہ مسئلہ دین کا تھا نہ کہ سیاسی اقتدار کا، لہذا مستشرقین کا یہ کہنا کہ یہ محض اقتدار کی رسہ کشی تھی درست نہیں اور حضرت ابو ہریرہؓ کا یہ فرمان بالکل حق کو واضح کرتا ہے کہ واللہ اگر حضرت ابو بکرؓ خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت نہ ہوتی۔ (۱۹)

سیدنا صدیق اکبرؓ کے عہد میں مسلمانوں کو جو فتوحات حاصل ہوئیں۔ مستشرقین ان جنگوں اور ان کے نتائج کو دنیا طلبی اور لذت و آرام پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دان لکھتا ہے:

''عرب اور عراق و شام کی سرحدوں پر جو عرب قبائل آباد تھے انہوں نے اپنا فائدہ اس میں ہی دیکھا کہ وہ اپنی حلیف یا سرپرست حکومتوں سے تعلق منقطع کر کے ہم قوم عربوں کے ساتھ مل کر ان کا مذہب قبول کر لیں اور اس طرح مال غنیمت میں ان کے شریک ہو جائیں۔ اس طرح مدینہ کا وہ چھوٹا سا لشکر جو عراق و شام میں گھس آیا تھا یک بیک کوہِ آتش فشاں بن گیا''۔ (۲۰)

وِل ڈیورینٹ لکھتا ہے:

''عربوں کی فتوحات کے اسباب بہت سارے ہیں ان کا اقتصادی سبب یہ تھا کہ پیغمبر اسلامؐ سے ایک صدی پہلے عربوں کا نظام آبپاشی بہت خراب ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے پیداوار بہت کم ہو گئی تھی اس لئے ان میں عراق و شام کی سرسبز زمینوں کو فتح کرنے کا جذبہ پیدا ہوا''۔ (۲۱)

پروفیسر فلپ کے ہٹی لکھتا ہے:

''اسلام کا نعرہ جنگ بھی ایسا ہی تھا جیسا کہ دنیا کی دو عظیم جنگوں میں نعرہ جنگ جمہوریت تھا۔ اگرچہ مسلمانوں کا یہ جوش بڑی حد تک اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور اس کے نتیجے میں حصول جنت کے جذبہ پر مبنی تھا۔ تاہم ہلال کی سرسبز زمین کے عیش و آرام سے

لطف اندوز ہونے کی خواہش بھی بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں موجزن تھی اور ان کے جذبہ جہاد کا محرک تھی''۔(۲۲)

مسلمانوں کے عظیم الشان جہاد کو مالی و مادی منفعت کے حصول کی کوشش قرار دینا مستشرقین کی مسلمانوں سے قلبی دشمنی کا شاخسانہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دستہ مادی منفعت کیلئے جنگ کرنے جائے اور ان کا حکمران ان کو رخصت ہوتے ہوئے کہے:

''دیکھو خیانت نہ کرنا، دھوکہ نہ دینا، امیر کی نافرمانی نہ کرنا، کسی شخص کے اعضاء مت کاٹنا، کسی بچے، بوڑھے اور عورت کا قتل نہ کرنا، کھجور یا کسی پھلدار درخت کو مت کاٹنا اور نہ جلانا، بکری، گائے یا اونٹ کھانے کی ضرورت کے سوا ذبح نہ کرنا۔(۲۳)

مسلمانوں کے سپہ سالار خالد بن ولید ہرمز کو لکھتے ہیں:

''امابعد، اسلام قبول کرلو تم سلامت رہو گے یا اپنی قوم کیلئے حفاظت کی ضمانت حاصل کرلو اور جزیہ دینے کا اقرار کرو ورنہ اس کے بعد جو نتائج ہوں گے ان کے لیے تم بجز اپنے کسی اور کو ملامت نہیں کرسکتے کیونکہ میں تمہارے مقابلے کیلئے ایسی قوم کو لایا ہوں جو موت کو ایسا ہی پسند کرتی ہے جیسا کہ تم حیات کو''(۲۴)

اگر جہاد پر نکلنے والے مسلمانوں کا مقصد دنیا طلبی ہوتا تو ان کا سالار ان کو اسلام کی دعوت اور قبولیت پر سلامتی کی خوشخبری نہ سناتا بلکہ مال و دولت کا مطالبہ اور زر کثیر طلب کرتا۔ اور خلیفۃ الرسول امیر المومنین جو اس جہاد کی نگرانی کر رہے تھے ان کے فقر کا یہ عالم تھا کہ بیت المال سے گزران کیلئے انتہائی معمولی وظیفہ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ اہلیہ کا دل مٹھائی کھانے کو چاہا۔ شوہر سے اس کی فرمائش کی انہوں نے کہا کہ میرے پاس اتنے دام نہیں کہ تمہارے لئے مٹھائی خرید سکوں۔ اہلیہ نے عرض کیا'' اچھا آپ دام نہ دیجئے صرف اتنی اجازت دیجئے کہ روزانہ خرچ کیلئے آپ جو پیسے مجھے دیتے ہیں ان میں سے کچھ پیسے بچا لیا کروں فرمایا: اس کا تمہیں اختیار ہے''۔ جب چند روز بعد کچھ رقم جمع ہوگئی۔ تو انہوںؓ نے ابوبکر صدیقؓ کو دی کہ مٹھائی خرید لائیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا'' یہ رقم ہماری ضرورت غذا

سے زیادہ ہے لہٰذا بیت المال کا حق ہے چنانچہ وہ رقم بیت المال میں جمع کروادی اور اسی قدر اپنا وظیفہ کم کر دیا۔ (۲۵)

درج بالا روایات مجاہدین کے اخلاص اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے جنگ اور فقر و درویشی کیلئے کافی ہیں اور مستشرقین کے یہ اعتراض مفروضے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ اور یہ وہ آپ کا عظیم الشان کردار ہی تھا جس کی وجہ سے قرآن نے بار بار آپ کی فضیلت بیان کی، کہیں "ثانی اثنین اذھما فی الغار" (۲۶) کہہ کر تو کبھی "والذی جاء بالصدق و صدق بہ" (۲۷) کہہ کر۔ آج کے عہد بے یقین کو پھر کمال صدق صدیقِ اکبرؓ کے ایک پرتو کی ضرورت ہے اور امت مسلمہ کے وہ افراد یا وہ گروہ جو دعوت دین اور اقامت دین کا عزم لے کر اُٹھے ہیں، اپنے لئے رہنما سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت کو بنائیں۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی سیرت، مکمل اطاعت رسولؐ، شدید جذبہ عشق، کامل سپردگی، ایثار و قربانی، اخلاص وللّٰہیت اور جستجو ولگن کا نام ہے اور اسی سیرت کا عکس جتنا راسخ ہوگا اس قدر اقامت دین کیلئے کام کرنے والوں کو کامیابی ہوگی۔

حواشی

۱۔ البقرۃ/۱۳۷

۲۔ آل عمران/۱۱۰

۳۔ الازہری، کرم شاہ، پیر، ضیاء النبیؐ، ۶/۱۲۳۔۱۱۹، تخلیق مرکز پرنٹرز لاہور، ۱۹۷۹ء

۴۔ Bill Rechard, Introduction to Quran, P. 39, Cambridge University Press, 1998.

۵۔ ابن حجر، عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب سورۃ التوبہ، ۹:۱۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۴ء

۶۔ ابن کثیر، حافظ، عماد الدین، تاریخ ابن کثیر، ۶۔۵/۱۲۰۳، نفیس اکیڈمی کراچی، س ن

۷۔ Leiden, E, J Bril, Encyclopedia of Islam, Vol 5, P 405, 1986

۸۔ تمنا عمادی، علامہ، جمع القرآن، ص ۱۲۰، قرآن ٹرسٹ کراچی ۱۹۹۶ء

۹۔ سخاوی، عبدالرحمٰن محمد، فتح المغیث ۲:۱۳۷، دار الامام الطبری ۱۹۹۲ء

۱۰۔ ابی حاتم محمد بن حبان بن احمد، کتاب الثقات، ۵/۱۳۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، طبع اولیٰ ۱۹۹۸ء

۱۱۔ محولہ

۱۲۔ محولہ

۱۳۔ ابن حجر، عسقلانی، تقریب التہذیب، ۱/۳۸۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۴ء

۱۴۔ ابن حجر، عسقلانی، فتح الباری شرح صحیح بخاری ۹/۱۰

۱۵۔ رحمانی، عبدالطیف، مولانا، تاریخ القرآن، ص ۴۵۔ پروگریسو پبلشرز لاہور، ۱۹۸۸ء

۱۶۔ بروکلمان، تاریخ الادب العربی، ۱/۱۴۰، دار الکتب القاہرۃ، ۱۳۲۲ھ، مترجم (عبدالحلیم النجار)

۱۷۔ تاریخ الادب العربی، ۱/۱۲۰،

۱۸۔ ن حجر، عسقلانی، فتح الباری، شرح صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، ۹/۱۳

۱۹۔ سیوطی، جلال الدین، الاتقان فی علوم القرآن، ۱/ ۵۹، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۵ء

۲۰۔ سعید اکبر آبادی، مولانا، صدیق اکبر ص ۴۲۔۱۴۱، ندوۃ المصنفین اردو بازار، جامع مسجد دہلی، س ن

۲۱۔ سعید اکبر آبادی، مولانا، صدیق اکبرؓ ص ۹۴۔۲۹۱،

۲۲۔ محولہ بالا

۲۳۔ طبری، جریر، محمد، تاریخ طبری، ۲/۴۴ نفیس اکیڈمی، کراچی، ۱۹۸۶ء

۲۴۔ ایضاً ص ۱۶۵

۲۵۔ الہاشمی، طالب، سیرۃ خلیفۃ الرسولؐ ص ۶۲۔۳۶۱۔ البدر پبلی کیشنز، راحت مارکیٹ لاہور ۱۹۹۸ء

۲۶۔ سورۃ التوبہ/ ۴۰

۲۷۔ الزمر/ ۳۳

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا

سحر کے وقت ابراہیمؑ نے اٹھ کر دعا مانگی سکونِ قلب مانگا، خوئے تسلیم و رضا مانگی
کہ اے مالک! عمل کو تابع ارشاد کرتا ہوں میں بیوی اور بچے کو یہاں آباد کرتا ہوں
اسی سنسان وادی میں انہیں روزی کا سامان دے اسی بے برگ وسامانی کو شانِ صد بہاراں دے
الٰہی نسلِ اسمٰعیلؑ بڑھ کر قوم ہو جائے یہ قوم اک روز پابند صلوٰۃ و صوم ہو جائے
اسی وادی میں تیرا ہادی موعود ہو پیدا کرے جو فطرت انسان کو تیرے نام پر شیدا

بشارت تیری سچی ہے، ترا وعدہ بھی سچا ہے
بس اب تو ہی محافظ، لے یہ بیوی ہے یہ بچا ہے

(شاہنامہ اسلام)